انقلاب اسلامی ایران کی سالگرہ کی مناسبت سے:

انقلاب اسلامی ایران کی ۲۵ ویں سالگرہ کا آغاز

ایک تجزیہ

ڈاکٹر اختر مہدی

جواہر لال نہرو یونیورسٹی ،نئی دہلی

۱۱رفروری ۹ے۱۹ء کو سرزمین ایران پر رونما ہونے والے اسلامی اور عوامی انقلاب نے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ بیسویں صدی میں دنیا دو عظیم طاقتوں کے درمیان بٹی ہوئی تھی اور کسی ایک مشرقی یا مغربی بڑی طاقت کی حمایت وسرپرستی کے بغیر دنیا کے کسی علاقے میں کسی بڑے حادثے کا واقع ہونا مشکل تھا، چہ جائیکہ ایک ایسا عظیم انقلاب وہ بھی امریکہ اور روس جیسی سامراجی اور اشتراکی عظیم طاقتوں کی ناک کے نیچے سرزمین ایران میں رونما ہوجائے اور ڈھائی ہزار سالہ اس شاہی حکومت کو صفحۂ ہستی سے نابود کردے جو خلیج فارس کے علاقے میں امریکی چودھراہٹ کی نمائندگی کررہی تھی اور علاقے کے کسی بھی ملک میں یہ ہمت نہ تھی کہ وہ ایران کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ بھی لے۔

درحقیقت ایران میں اسلامی انقلاب کا ظہور ایک حیرت انگیز بات تھی کیونکہ شہنشاہی نظام ایران میں بہت طاقتور تھا اور اس سے پہلے سب عوامی تحریکیں سرکوب ہوتی چلی آتی تھیں۔ جب آیت اللہ شیرازی نے تحریک تمبا کو چلائی تو حالانکہ شاہنشاہی نظام لرز گیا مگر اس نے اپنے کو بچالیا۔ اس کے بعد انقلاب مشروطیت رونما ہوا۔ ظاہری اعتبار سے ۱۹۰۶ء میں یہ انقلاب کامیاب ہوگیا اور شاہی اقتدار کو پارلمانی احکام کا تابع بنادیا گیا لیکن شاہی حکومت نے مختلف سازشوں کے ذریعہ اس کو ایک نمایشی انقلاب میں تبدیل کردیا۔ اس ناکامی کا راز یہ تھا کہ عوام انقلاب کے لئے آمادہ نہ تھے اور مضبوط اور باشعور قیادت کا فقدان تھا۔

کسی بھی انقلاب کی کامیابی کے دو لازمی عنصر ہوا کرتے ہیں: ایک عوام کی ہمہ تن آمادگی اور دوسرا عنصر نڈر اور باشعور قیادت۔ انقلاب اسلامی ایران کی عظیم الشان کامیابی میں یہ دونوں عناصر پوری طرح کارفرما تھے۔ ایک طرف ایرانی عوام اسلامی احکام وقوانین کی اعلانیہ بے حرمتی اور خلاف ورزی سے تنگ آچکے تھے اور دوسری طرف امام خمینیؒ نے مظلوم و بے سہارا ایرانی عوام کی قیادت کا اٹل فیصلہ کررکھا تھا۔ جون ۱۹۶۳ء میں شاہی حکومت نے سرسپردگی کے معاہدے (Capitulation Accord) پر دستخط کئے جس کے بموجب امریکی باشندوں کو یہ خصوص اختیار دیا گیا کہ ایران میں ان کے خلاف مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا۔ امام خمینیؒ نے اس شرمناک معاہدہ کے خلاف اعتراض واحتجاج کی آواز بلند کی اور ایرانی عوام کو خواب غفلت سے بیدار ہونے کی دعوت دی۔ عوام نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور ان کے اشارہ پر لاکھوں خالی ہاتھ مسلمان مرد وعورت، مسلح ٹینکوں اور ہیلی کاپٹروں کی پرواہ نہ کرتے اور شاہی مظالم کے خلاف نعرہ لگاتے ہوئے تہران کی سڑکوں پر جمع ہوگئے۔ ان خالی مظاہرین پر شاہی فوج نے ایسی وحشیانہ بمباری کی جس میں لاکھوں لوگ شہادت سے ہم آغوش ہوگئے۔ رات آئی اور رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر امام خمینیؒ کو ان کے مدرسۂ فیضیہ سے گرفتار کرلیا گیا۔

گرفتاری کے بعد ان سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ شاہی حکومت کی اسلام دشمنی کے خلاف کوئی بیان جاری کرنے کے بجائے اپنی زبان بند رکھیں یا پھر جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے کے لئے آمادہ ہوجائیں۔ امام خمینیؒ نے کہا عوام کو اسلامی حقائق سے آگاہ رکھنا میرا فرض منصبی ہے جس کو پورا کرنے میں ذرہ برابر کوتاہی نہ کروں گا، چاہے مجھے مصائب وآلام کے سمندر میں غرق ہی کیوں نہ کردیا جائے۔ نہایت رازدرانہ انداز میں انہیں ملک کی سرحدوں سے باہر نکال دیا گیا اور بظاہر امام خمینیؒ کا اسلامی انقلاب ناکام ہوگیا۔ امام خمینیؒ ترکی کے راستے سے عراق کے شہر نجف اشرف میں پناہ گزین ہوگئے۔

دنیا نے یہ سمجھا کہ انقلاب کی داستان ختم ہوگئی لیکن ایسا نہیں ہوا اور جلاء وطنی کے دور میں بھی امام خمینیؒ ایک لمحہ کے لئے بھی ملت ایران سے غافل نہیں ہوئے اور وقتاً فوقتاً اپنے رہنمایانہ بیانات کے ذریعہ اسلامی بیداری اور انقلابی سرگرمیوں کو زندہ رکھا۔ انہیں یہ اندازہ تھا کہ وہ ایک عظیم

الٰہی اور انسانی مقصد کے لئے سرگرم عمل ہیں لہٰذا اس راہ میں انہیں عظیم قربانیاں بھی پیش کرنی ہیں۔ چنانچہ عراق میں قیام کے دوران انہیں اپنے بڑے بیٹے حجت الاسلام مصطفیٰ خمینیؒ کی دردناک شہادت کی خبر ملی لیکن اس مرد مجاہد کی ثابت قدمی میں کوئی کمی نہیں آئی۔ جب اخباری نمائندوں نے ان کا تاثر معلوم کرنا چاہا تو اطمینان آمیز لہجے میں جواب دیا نعمت الٰہی تھے اور وہ اپنے خالق کی بارگاہ میں واپس چلے گئے۔

چودہ سالہ جلاوطنی کے دوران امام خمینیؒ انقلابی جماعتوں کے نام ہدایات جاری کرتے رہے۔ مسجد اور امام باڑے ان کی انقلابی سرگرمیوں کا اہم مرکز تھا۔ جسمانی اعتبار سے وہ ایران سے باہر تھے لیکن ہر ایرانی کے دل میں انہوں نے ایسی جگہ بنا رکھی تھی کہ ۱۹۷۷ء کے اواخر میں جب ان کے خلاف شرمناک الزامات کے ساتھ ایک کثیر الاشاعت اخبار میں ایک خبر شائع ہوئی تو ملک گیر پیمانے پر حکومت کے خلاف لامتناہی مظاہروں کا سلسلہ چھڑ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے ایران میں انقلاب کی لہر دوڑ گئی اور وہ وقت بھی آ گیا جب شاہ ایران کو ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ ادھر جلاء وطن قائد امام خمینیؒ کی وطن واپسی کی حمایت میں فلک شگاف نعرے بلند ہونے لگے۔ اس مرتبہ امام خمینیؒ نے ملت اسلامیہ ایران کی آواز پر لبیک کہا اور تمام بہی خواہوں کے مشورہ کے برخلاف وہ پہلی فروری ۱۹۷۹ء کو فرانس سے تہران آ گئے۔ امت نے اپنے قائد کا ایسا استقبال کیا کہ تاریخ میں کسی قائد کے ایسے عظیم الشان استقبال کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ ایس معلوم ہوتا تھا کہ گویا پورا ملک تہران میں اور تہران مہرآباد ہوائی اڈے میں سمٹ کر رہ گیا ہے۔ تہران آنے کے بعد وہ سب سے پہلے بہشت زہرا قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں شہیدوں سے اپنے معاہدہ کی تجدید کے بعد ملک میں ایک عبوری حکومت کا اعلان کیا اور شاہی حکومت کو معزول کرتے ہوئے شاہی وزیر اعظم شاپور بختیار کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ ان کی آمد کے بعد انقلابی سرگرمیاں تیز ہو گئیں اور دس روز کی بھاگ دوڑ کے بعد ۱۱ رفروری کی صبح کو ملت اسلامیہ ایران کو شاہی مظالم سے مکمل نجات اور آزادی حاصل ہو گئی اور رہبر انقلاب نے اعلان فرمایا کہ عبوری حکومت کے دوران ملک میں استصواب عامہ کے ذریعہ اسلامی جمہوری حکومت قائم ہو گئی۔

امام امت کی تہران واپسی کے بعد ان کی دس روزہ کوشش کی یاد تازہ رکھنے کے لئے، جس

نے ملک میں کسی خون خرابہ کے بغیر اسلامی انقلاب کوعظیم الشان کامیابی فراہم کردی، ہر سال ''دھۂ فجر'' کے نام سے جشن آزادی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ ان تقریبات کے دوران یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ اسلامی انقلاب نے ملکی اور عالمی سطح پر ایرانی عوام، ملت اسلامیہ عالم اور عالمی انسانی برداری کو جونعمتیں فراہم کی تھیں وہ پوری طرح محفوظ اور ترقی کی راہ پر گامزن ہیں کہ نہیں؟

ایران کے عوام کے لئے اسلامی انقلاب کا سب سے بڑا تحفہ آزادی اور اسلامی جمہوریت کا قیام تھا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ خواتین کے حقوق کی بحالی، قرآن واحادیث پر مشتمل آئین کی تدوین، اسلامی اور جدید علوم ومعارف کا فروغ اور صرف تہران ہی نہیں بلکہ پورے ملک کی تعمیر وترقی کے لئے کام کرنا، اس انقلاب عظیم کی فراہم کی ہوئی نعمتیں ہیں جن سے آج بھی ایرانی عوام لطف اندوز ہورہے ہیں۔

عالمی اور بین الاقوامی سطح پر اس انقلاب نے جونعمتیں فراہم کی ہیں ان کونظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس میں سب سے بڑی نعمت عالمی سطح پر انقلابی شعور کی بیداری اور اتحادی کی دعوت ہے۔ اس انقلاب سے قبل مذہبی بدعنوانیوں کے خلاف تو انقلابات رونما ہوئے تھے لیکن کسی ایسے انقلاب کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاتا تھا جس کی بنیاد مذہبی تعلیمات اور اصول واحکام پر قائم ہو۔لیکن امام خمینیؒ نے خالص اسلامی احکام کی بنیاد پر یہ انقلاب برپا کرکے یہ ثابت کردیا کہ اسلام کو قصۂ ماضی سمجھنے والو!اسلام بیسویں اور ۲۱ویں صدی کی ضرورتوں کو کس خوش اسلوبی کے ساتھ پورا کررہا ہے اور اگر دنیا کے دیگر مسلم ممالک میں افراتفری اور بے سروسامانی دکھائی دیتی ہے تو اس میں اسلام کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ اس الٰہی نعمت کی پیروی کرنے والوں کے ذہن کا فطور ہے۔ جن اسلامی تعلیمات نے ایرانی عوام کو ہرطرح کی نعمتوں سے مالا مال کردیا ہے وہ دنیا کے دیگر ملکوں کے مسلمانوں کوبھی یہ فائدہ پہنچاسکتی ہیں، لیکن بنیادی شرط قادر مطلق کی ذات پر مکمل اعتقاد وایمان ہے جس کی طرف امام خمینیؒ پوری دنیا کو بالعموم اور ایرانی قوم کو بالخصوص متوجہ کرتے رہے۔ ان کی یہ ہدایت صرف اعلان وبیان تک محدود نہ تھیں بلکہ عملی اعتبار سے بھی انہوں نے اس کے گرانقدر نمونے پیش کئے ہیں۔انہیں میں سے دونمونوں کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جاتا ہے۔

ملک میں اسلامی جمہوری حکومت کے قیام کے موقع پر انہوں نے قرآنی ارشادات سے

استفادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی جمہوریہ ایران کی خارجہ سیاست کی بنیاد ''لاشرقیہ ولاغربیہ'' جیسے قرآنی حکم پر قائم ہوگی۔ آج ہم اس جملے کو بڑی آسانی سے دہرا رہے ہیں لیکن ۸۰ء کی دہائی میں دنیا کے کسی آدمی کے ذہن میں اس کا تصور بھی نہیں تھا اور مصلحت اندیشی جو ملکی اور عالمی سیاست کا اہم جزء ہوا کرتی ہے، ایران اور امام خمینیؒ سے بھی یہ تقاضہ کررہی تھی کہ وہ دنیا کی دونوں عظیم طاقتوں کے ساتھ عملی عدم وابستگی کا اعلان فی الحال نہ کریں کیونکہ نوتشکیل اسلامی جمہوری نظام میں ابھی اتنی صلاحیت نہیں ہوگی کہ وہ دونوں بڑی طاقتوں کی عداوت کا بوجھ اٹھا سکے۔ لیکن خداوند عالم کی لازوال طاقت پر مکمل اعتماد رکھنے والے امام خمینیؒ نے مصلحت اندیشی پر خوشنودی الٰہی کو ترجیح دی اور اپنے موقف پر اٹل رہے۔ دوسری طرف دونوں بڑی طاقتیں ایران دشمنی پر آمادہ ہوگئیں ۔ ایک طرف ایران کی سرحدوں پر عراقی فوجوں نے بمباری شروع کردی، دوسری طرف مشرقی بڑی طاقت نے پڑوسی ملک افغانستان پر فوجی حملہ کرکے ایران پر دباؤ ڈالنے کی عملی کوشش کی۔ داخلی سطح پر ان دونوں بڑی طاقتوں کے زرخرید غلاموں نے خوفناک بم دھماکوں کے دوران صدر جمہوریہ رجائی، وزیراعظم باہنر، عدالت عالیہ کے سربراہ آیت اللہ بہشتی اور دنیائے اسلام کے بالغ النظر عالم دین استاد مطہری، کابینہ کے وزراء اور پارلیامنٹ کے ممبران کی شہادت کے ذریعہ ایران کی داخلی امن وسلامتی کو درہم برہم کردیا۔ لیکن امام خمینیؒ اپنے موقف پر ثابت قدم اور خداوند عالم کی ذات پر تکیہ کئے رہے۔ نتیجہ ہماری اور آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ آٹھ سال تک جنگ جاری رہی۔ آج ایران اپنی جگہ پر قائم لیکن امریکہ اور عراقی حکومت، دونوں ہی برادران یوسف، اپنے جال میں گرفتار ہیں۔ جی ہاں! آج جن اسلحوں کی نابودی کے بہانے امریکہ عراق کے بے گناہ عوام کو خوفناک اور حقیر انسانی بمباری کا شکار بنانا چاہتا ہے، ۱۹۸۱ میں ان اسلحوں کو امریکہ نے ہی عراق کے حوالے کیا تھا۔ پتہ یہ چلا کہ مہلک اسلحے اگر ایرانی مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں البتہ اگر اسرائیل یا کسی دوسرے اسلام دشمن گروہ کے خلاف استعمال ہونے کا شبہ بھی ہوتو ان اسلحوں کو فوراً نابود کردینا لازمی ہے۔

دوسرا واقعہ بھی اوائل انقلاب میں رونما ہوا۔ امام خمینیؒ کے نقش قدم پر گامزن ایرانی طلباء نے تہران میں واقع امریکی سفارتخانہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ اس زمانے میں سابق امریکی صدر جمی کارٹر

دوبارہ عہدہ صدارت پر باقی رہنے کے لئے چناؤ لڑ رہے تھے۔ یرغمالی امریکی سفارت کاروں کی رہائی چناؤ کا اہم موضوع تھا۔ اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کارٹر نے میک فارلن (Mcfarlane) کو اپنا نمائندہ بنا کر ایک دیدہ زیب قرآن پر اپنی دستخط کرکے تہران بھیجا کہ یہ تحفہ خمینیؒ صاحب کی خدمت میں پیش کرکے ان سے یرغمالیوں کی رہائی کا مطالبہ کریں۔ لیکن میک فارلن کو تہران ہوائی اڈہ پر ہی گرفتار کرلیا گیا کیونکہ وہ جعلی پاسپورٹ پر ایران آئے تھے۔ ایران حکومت کی اس حرکت پر صدر کارٹر آگ ببولا ہوگئے اور حکم دیا کہ مسلح ہیلی کاپٹروں پر سوار امریکی فوجی تہران جائیں اور خمینیؒ کو واشنگٹن اٹھالائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جدید ترین اسلحوں سے مسلح تین ہیلی کاپٹر امام خمینیؒ کی گرفتاری کی نیت سے تہران کی طرف روانہ ہوئے۔ امام خمینیؒ کی حفاظت کرنے والے افسروں نے ان سے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حفاظتی انتظامات کی خاطر ان کی قیام گاہ حسینیہ جماران کے اردگرد علاقوں کا خالی کیا جانا ضروری ہے۔ امام خمینیؒ نے کہا کہ صاحبان خانہ کی رضا واجازت کے بغیر کسی گھر کو ذرہ برابر نقصان نہ پہنچایا جائے۔ میری حفاظت کے لئے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابرھہ کے لشکر سے ابابیل کے ذریعہ خانہ کعبہ کی حفاظت کرنے والا خدا ہم سب کی حفاظت کر رہا ہے۔ خداوند عالم کی ذات پر اس مثالی اور اٹوٹ اعتماد کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ تینوں امریکی ہیلی کاپٹر طبس کے ریگستان میں آپس میں ٹکرا کر چکنا چور ہوگئے۔ ان دونوں واقعات کی روشنی میں یہ بات بڑے یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر مصلحت اندیشی کے بجائے خدا کی خوشنودی کو نگاہ میں رکھا جائے تو کامیابی خود ہی قدم بوسی کے لئے آمادہ رہتی ہے۔

عالمی سیاسی ماہرین کا یہ خیال تھا کہ امام خمینیؒ کی وفات کے بعد اسلامی انقلاب کا شیرازہ منتشر ہوجائے گا لیکن دشمنان اسلام کا یہ خواب بھی شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔ امام خمینیؒ کی رحلت کے بعد آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے ملک وملت کی قیادت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں سنبھالی اور امام خمینیؒ کے بعد پارلیامنٹ کے پہلے اجلاس سے اپنے تاریخ ساز خطاب کے دوران انہوں نے اعلان کیا: اسلامی انقلاب کو امام خمینیؒ کے نام کے بغیر دنیا کے کسی علاقے میں بھی پہنچایا نہیں جاسکتا ہے۔ بہر حال قیادت و رہنمائی کی تمام ذمہ داریاں وہ بدرجۂ اتم پوری کررہے ہیں اور حکومتی امور کی سربراہی صدر جمہوریہ ایران سید محمد خاتمی کے سپرد ہے جو عوام کی حمایت اور قائد انقلاب کی

سرپرستی کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی میں سرگرم عمل ہیں اور عالمی پلیٹ فارم سے دنیا کی تمام تہذیبوں کو گفتگو کی دعوت دیتے ہوئے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ جس اسلامی انقلاب نے ایرانی عوام کو آزادی اور عظمت وسربلندی عطا کی ہے وہ حقیقی اسلامی تعلیمات پر قائم ہے اور اسلامی تعلیمات میں دہشت گردی کا کوئی گذر نہیں ہے بلکہ یہ گفتگو کے ذریعہ عالمی امن وسلامتی کا خواہاں ہے۔

☆☆☆☆☆